رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۱۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۱۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اخبار الحکم قادیان

ہفتہ وار

چہ گویم باتو گر آگہی چہ دارد قادیاں یعنی
دوائے شفا یعنی غرض دارالاماں یعنی
بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت ووالیان ریاست سے .... ار
امراء و روساء سے .. صعہ
معاونین سے ... عہ
عوام سے ... صہ
ممالک غیر سے ۱۲
الحکم
مدینۃ المسیح
قادیان دارالامان سے ہر ماہ کی
۷-۱۴-۲۱-۲۸
تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے
قیمت فی پرچہ ۲؍

جلد ۴۱ | مورخہ ۲۱؍ جولائی ۱۹۳۸ء مطابق ۲۲؍ جمادی الاوّل ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲۴

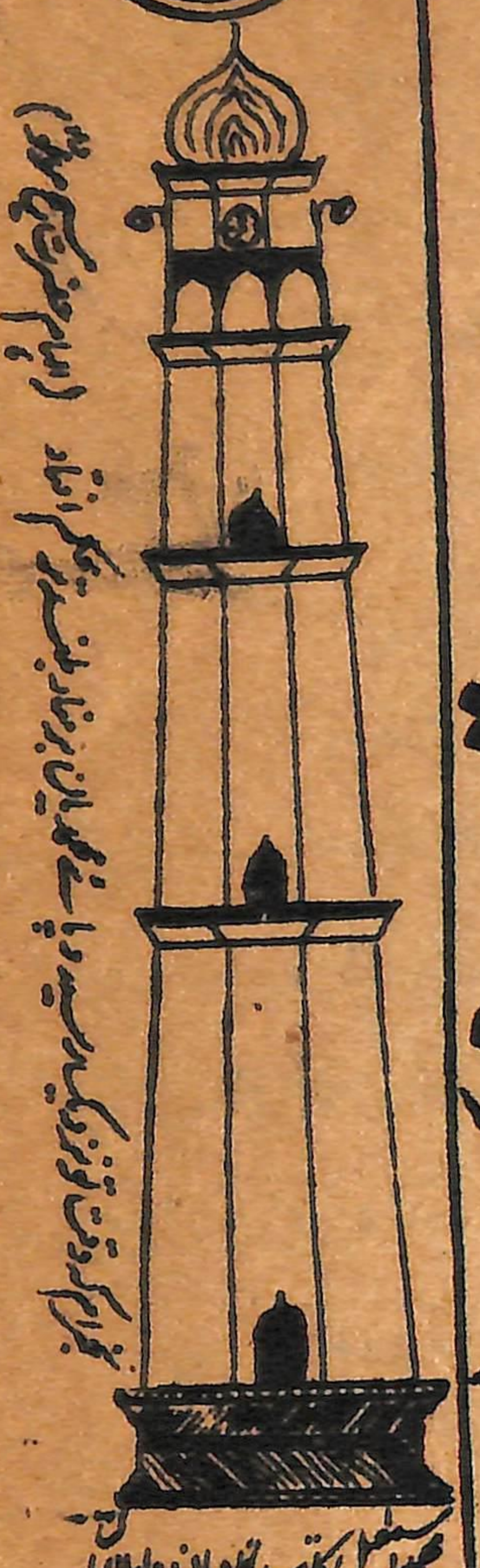
محمد اسمٰعیل کاتب قادیان دارالامان

ایک دردمندانہ اپیل

(محترمی شیخ عبدالحکیم صاحب ہیڈ کوارٹرز رائل ایرفورس شملہ کی قلم سے)

میرے محترم بھائی شیخ عبدالحکیم صاحب کو "الحکم" سے نہایت ہی شدید محبت ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس تڑپ کا اظہار فرماتے رہے۔ کہ "الحکم" زندہ رہے۔ اور اس کے کارکن مالی پریشانیوں سے محفوظ رہیں۔ انہوں نے اس غرض کو پورا کرنے کیلئے مالی، لسانی، قلمی اور فعلی قربانی کی۔ "الحکم" کے لئے انہوں نے متعدد مرتبہ تحریکیں کیں۔ سالانہ جلسہ پر پھر پھر کر اور احباب سے مل کر الحکم کے لئے خریدار پیدا کئے۔ اور اسی طرح ۱۹۳۴ء میں اس دور جدید کے آغاز میں انہوں نے خریداروں کی ایک تعداد مہیا کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ان خدمات کے بدلے ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔ میری گذشتہ ہفتہ کی علالت اور غیر حاضری کی اپیل پڑھ کر شیخ صاحب بیقرار ہو گئے۔ انہوں نے ایک دردمندانہ اپیل لکھ کر الحکم کو بھیجی ہے جو میں شکریہ سے شائع کر رہا ہوں۔ اگر یہ جذبہ اور یہ درد خریداران "الحکم" میں پیدا ہو جائے۔ تو "الحکم" کی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ خدا کرے۔ کہ احباب کے دل میں اس تحریک سے درد پیدا ہو۔ اور وہ بقائے صاف کر کے مجھے اخبار جاری رکھنے کے قابل بنا دیں۔ آخر میں مَیں پھر ایکدفعہ تشکر و امتنان کے جذبات سے پُر ہو کر اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

"محمود احمد عرفانی"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

"الحکم" کا تازہ پرچہ میری نظر سے گذرا جسمیں برادرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم نے اپنی تکلیف کو صاف الفاظ میں احباب جماعت کے سامنے پیش کر دیا ہے وہ الفاظ جو ایک سچے مومن کی قلم سے صفحہ تحریر پر آسکتے ہیں۔ اسی قدر ہو سکتے ہیں لیکن ان کی برداشت ایک ایسے دل کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آب زلال سے پیئے ہوئے ہو قطعاً ممکن نہیں۔

برادران! وہ پرچہ جو قریب ہی کے زمانہ میں خدا تعالےٰ کی تازہ بتازہ وحی کی اشاعت کا فخر رکھتا ہو۔ وہ پرچہ جو خدا کے مسیحؑ کی آواز کو دنیا میں اس وقت پہنچانے کا ذریعہ بنا ہو جب کہ اُسے کوئی نہ جانتا تھا۔ وہ پرچہ جس کے بانی کی چشمِ بصیرت نے خدا کے اشارہ کو پا لیا۔ اور اُس کے مسیح کے قدموں میں آن پڑا۔ وہ پرچہ جو دنیا کی زنجیروں کو توڑ کر خدا کے تازہ کلام و پیغام کو پیاسی روحوں تک پہنچانے میں بے تاب رہا ہو جس نے اپنے بہترین اوقات زندگی سلسلہ کی عظمت میں بے دریغ صرف کئے ہوں۔ آہ! آج اپنے عالمِ شباب میں اپنی ہی قوم کے ہاتھوں تھپیڑے کھائے۔ اور وہ وقت آئے کہ اُسے اپنی موت و زیست کا سوال اِن برہنہ الفاظ میں قوم کے سامنے پیش کرنا پڑے جن الفاظ میں کوئی غیور دل سُن کر خاموش نہیں رہ سکتا۔

برادران! ہمارے سلسلہ کے اخبار کوئی تجارتی اخبار نہیں کہ انکے پاس سرمائے ہوں اور ان پر وہ چلیں۔ دنیا والے درم و دینار والے تو انہیں مفت پڑھنا بھی پسند نہیں کرتے بلکہ ایک آنکھ دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے پس اس سے بڑھ کر کیا بدقسمتی ہوگی۔ کہ اپنے تو اس عہد و پیمان کو بھلا بیٹھیں۔ جو انہوں نے اپنے آقا کے ساتھ کیا تھا۔ کہ ہم تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائینگے اور غیر اسے دیکھنا تک پسند نہ کریں۔ "الحکم" کے لئے آج یہ قول صادق آ رہا ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

افسوس! کیا ہم اتنا بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ قومی پریس قومی ترقی کیلئے فی زمانہ ایک نہایت ہی مؤثر اور ضروری ہتھیار ہے۔ جو قوم اپنے پریس کا یہ حشر کر دیتی ہے۔ کہ وہ بلبلاتا رہے دنیا میں اُس کی آواز کب اٹھ سکتی ہے۔ اور وہ دنیا کو اپنی آواز کیسے پہنچا سکتا ہے۔ گذشتہ جلسہ سالانہ پر میرے آقا کی تحریک کہ "اخبارات سلسلہ کی خریداری کی طرف سے جماعت غفلت نہ برتے جماعت کیلئے ایک بیدار کرنے کو تازیانہ تھا لیکن نہایت ہی افسوس ہے کہ احباب نے قطعاً اس طرف توجہ نہیں کی اور آج الحکم میں ہم یہ الفاظ پڑھتے ہیں:-

"ڈاکٹروں نے مجھے بارہا ہدایت کی۔ کہ تم ہر قسم کا کام چھوڑ دو۔ اور دماغی اور جسمانی آرام حاصل کرو۔ مگر ہندوستان کا اخبار نویس کچھ ایسا بدنصیب واقع ہوا ہے۔ کہ اس کیلئے راحت نصیب نہیں۔ اس کی حالت

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ

والی ہے۔ سب کچھ اُسے اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا ہے۔ وہ اخبار نویس بھی ہے۔ وہ پروف ریڈر بھی۔ وہ کلرک بھی ہے وہ منیجر بھی۔ اور مزید برآں بعض اوقات دفتری کا معین و مددگار بھی۔ اس ساری محنت و جانفشانی کے بعد جب وہ اخبار تیار کر کے پبلک کے سامنے پیش کرتا ہے۔ تو اس کی کوئی قدر دانی نہیں۔ بلکہ خریدار صاحبان اس میں اپنا احسان سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے اس اخبار کو خرید کر اس کی عزت افزائی کی اور اس عزت افزائی کی وجہ سے وہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار کی قیمت پیشگی نہیں بلکہ دو دو تین تین سال تک ادا نہ کریں وہ یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ اخبار نویس کا فرض ہے۔ کہ وہ قرض دام لے کر ٹھیک تاریخ مقررہ پر اخبار خریداران کو پہنچاتا رہے! اور قیمت کیلئے یہ یقین رکھے کہ وہ ایک نہ ایک دن اُسے ضرور مل کر رہے گی۔"

برادران اگر یہ الفاظ کسی دنیاوی اخبار کے متعلق کوئی کہتا۔ تو ہم برداشت کر سکتے تھے لیکن یاد رہے "الحکم" وہ اخبار ہے جسکو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بازو قرار دیا ہے۔ اور کوئی زندہ قوم اپنے قومی قالب کو کبھی ٹھیس نہیں لگنے دیتی۔ اور اپنے آقا کے نشانوں کو کبھی مٹنے نہیں دیتی پس اُن دوستوں کی غیرت کو کیا ہو گیا جو سالہا سال تک اخبار پڑھتے رہے۔ خریدار بنے رہے۔ اور اب قیمت کی ادائیگی کو وہ ضروری نہیں سمجھتے اس سے بڑھ کر بد اخلاقی، بے اعتنائی اور کیا ہوگی۔ کہ اپنے ایک عزیز اور دیرینہ خدمتگذار سلسلہ کی پریشانیوں میں اضافہ کیا جائے۔

میں ہر اس احمدی بھائی سے جو "الحکم" کا کسی ایک پیسہ کا بھی دیندار ہے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر التجاء کرتا ہوں۔ کہ وہ یکم اگست نہ چڑھنے دیگا۔ کہ الحکم کی مطلوبہ رقم اسے پہنچا دیگا۔ ورنہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غلام کہلاتا ہوا مسیح موعودؑ کے زمانہ مبارک کی اس یادگار سے بے پرواہی کا مرتکب ہوگا۔ کیا وہ پسند کرتا ہے۔ کہ رہتی دنیا تک اس کے ماتھے پر یہ ٹیکہ رہ جائے کہ وہ "الحکم" کو بند کرنے کا موجب بنا۔

(باقی بر صفحہ ۱۱)

دعوتِ حق:

نتیجۂ فکر محترمی جناب شیخ عبد الحکیم صاحب شملوی رائل ایر فورس

اے خوش نصیب آجا احمد کی انجمن میں
برسوں کے بعد آئی ٹھنڈی ہوا چمن میں
مدت کے بعد ابرِ رحمت برس رہا ہے
پھولوں سے اپنا دامن بھر لے کہ فصلِ گل ہے
دنیا کی آفتوں سے اور مخمصوں سے پیارے
ہے فیضِ عام جاری بھر لے تو اپنا دامن
آ دیکھ میں دکھاؤں دار الاماں کا ہادی
احمد کا حسن و احساں محمود ایدہ اللہ میں درخشاں
علموں کا ہے خزانہ اخلاق میں یگانہ

ہو تیرا رب محافظ دنیا کے ہر محن میں
بہتی ہیں آج نہریں ہر سو مرے وطن میں
شادابیاں ہیں ہر سو اُجڑے ہوئے چمن میں
یہ پھول کام دیں گے تجھ کو ترے کفن میں
بچ جائیگا گر آئے مہدی کے تو وطن میں
آفادیاں میں یعنی دربارِ ذوالمنن میں
حُسنِ ازل نمایاں ہے اس کے بانکپن میں
ہے مثلِ ماہِ تاباں تاروں کی انجمن میں
اسرارِ حق کا عارف یکتا ہر ایک فن میں

اے مہربان ساقی دے شربتِ تلاقی!
بھر دے خمارِ نو تو اِس بادۂ کہن میں

سیرت المہدی کا ایک ورق

جناب مولوی جلال الدین صاحب شمسؔ مبلّغ لنڈن

کی

جمع کردہ روایات

مولوی جلال الدین صاحب شمسؔ نے سیرتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے متعلق کچھ روایات جمع کی تھیں۔ اور اپنے اپنے سفر لنڈن سے قبل میری درخواست پر یہ روایات مجھے دیدی تھیں۔ جو ایک عرصہ تک نظر سے اوجھل رہیں۔ اور اب چند روز ہوئے مل گئیں۔ جناب مولوی صاحب نے اِن روایات کے جمع کرنے میں جو محنت فرمائی ہے۔ وہ ہر طرح سے قابلِ شکریہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اس خدمت کی جزائے خیر دے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

۱

آج بتاریخ 5 ۱۲/۳۵ بابو عطا محمد صاحب نے بیان کیا۔ کہ ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہے۔ کہ میں ڈنڈوت کالری ضلع جہلم میں عہدہ سروئیر پر سرکار کی طرف سے ملازم تھا۔ اس علاقہ میں چوہا سیدن شاہ (مسلمانوں کی گدی) اور کٹاس راج (ہندوؤں کی پرستش گاہ ہے۔ ماہ بساکھ میں وہاں میلہ ہوتا ہے) دو جگہیں ہیں۔ بابو روشن دین صاحب سیالکوٹی ان دنوں میں ڈنڈوت کے اسٹیشن ماسٹر تھے۔ وہ میلہ دیکھنے کے لئے گئے تھے۔ واپسی پر رات میرے پاس ٹھہرے۔ آپ اُس وقت احمدی تھے۔ نمازوں کے پابند تھے۔ اور میں بھی ابتداء سے نماز روزہ کا پابند تھا۔ اور صوفیاء کرام اور فقراء سے ملنے والا تھا۔ مگر بیعت کسی کی نہ کی تھی۔ بابو صاحب کو اِس ملاقات کے بعد محبت ہو گئی۔ جب وہ اسٹیشن پر واپس گئے۔ تو انہوں نے مجھے سراج منیر اور تحفہ قیصریہ وغیرہ کتابیں بھیجیں۔ جنکو سرسری طور پر نظر ڈال کر رکھ چھوڑا۔ اور اُن کی قیمت بھی بابو صاحب کو روانہ کردی۔ چونکہ ڈنڈوت بھی میرے علاقہ میں شامل تھا۔ ایک دن وہاں دورہ پر گیا۔ اسٹیشن پر بابو صاحب کو بھی ملنے کیلئے گیا۔ آپ کے میز پر جلسہ اعظم مذاہب لاہور کی ایک کاپی پڑی ہوئی تھی۔ اُس میں سے پانچ سوال پڑھ کر مجھے شوق ہوا۔ کہ میں اس کے جوابات کو پڑھوں۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری و آریہ صاحبان وغیرہ کے جوابوں کو پڑھا۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جوابات کو دیکھا۔ تو میرے دل کو اس قدر گرفت ہوئی۔ کہ میں اُس کو بغیر دیکھے نہ رہ سکا۔ اور اُن سے اجازت لی۔ کہ یہ کتاب چند دن کے لئے مجھے دیں۔ چنانچہ اُن کی اجازت پر میں یہ کتاب اپنے ڈیرہ پر لے آیا۔ اور مطالب مضمون کو پڑھا۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے وہ پہلی کتابیں بھی پڑھیں۔ اس کے بعد مجھے محبت ہو گئی۔ اور اخبار الحکم کو پڑھنا شروع کیا۔ اُن ایام میں مجھے رخصت نہیں مل سکتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعلان شائع ہوا۔ کہ جو سرکاری ملازم ہے اور انہیں قادیان آنے کی فرصت نہیں مل سکتی۔ وہ بذریعہ خط کے بھی بیعت کر سکتا ہے۔ ابھی تک میں نے بیعت نہیں کی تھی۔ اس کے بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ اور میری بیوی نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ تب مجھے شوق پیدا ہوا۔ کہ میں بیعت کروں۔ اب میں یہ سوچ رہا تھا۔ کہ اب کس طریق پر خط لکھوں۔ کہیں ایسے فقرات نہ لکھے جائیں۔ جن سے بے ادبی ہو جائے چنانچہ میں درخواست کی خواہش کر رہا تھا۔ کہ میرے جسم میں رعشہ پیدا ہوا۔ اور نظم کی طرز پر خط لکھنا شروع کیا۔ اور ہر وقت یہی خیال رہتا تھا۔ چنانچہ جب کبھی کوئی شعر بنتا۔ لکھ لیتا۔ تین چار دن میں میں نے یہ خط لکھا۔ ہر وقت میرا جسم کانپتا رہتا تھا۔ چنانچہ وہ خط لکھ کر بھیجدیا۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط آیا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ آپ کا محبت بھرا خط ملا۔ آپ کو مبارک ہو۔ اور ملنے کی کوشش کریں۔ میں نے خط میں فقیروں وغیرہ کے وردوں **ایک مسئلہ** وغیرہ کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ آپ اپنے ہاتھوں سے ورد لکھیں کہ کونسا ورد پڑھا کروں۔ اور کس وقت اور کتنی دفعہ۔ جس کے جواب میں خط میں یہ لکھا تھا کہ الحمد شریف، درود شریف اور نماز کی پابندی۔

اشعار

ساتھ بسم اللہ کے کرتا ہے احقر التجاء
ہوں صدہا صلوٰت بر روئے محمدؐ مصطفٰے

بھی بمعہ اہل و عیال اصحاب اُن کے پر درود
جو گذر پہلے چکے ہیں ہادئے راہِ ہدٰے

پس ازیں درخواست ہے درگاہِ باری میں یہی
فضل کی باراں سے کردے میرا بھی سینہ صفا

اس میں لاکھوں ہیں بھری خود غرضیاں اور کینہ بغض
اس لئے ہر منٹ ساعت میں یہ کرتا ہے خطا

گرچہ پڑھتا ہوں نماز اور رکھتا ہوں روزے سبھی
پر ضروری چاہیئے ہادی جو ہووے رہنما

تھی یہی سنہ ہوش سے خواہش کہ بیعت ہو نصیب
لاکھ کرتا ہوں شکر موقع ملا ہے بے بہا

بالخصوص اِس بات سے کہ جس کے تھے سب منتظر
اولیاء، فقرا و زاہد سینکڑوں کیا لاکھہا

پر جسے ہادی ہدایت خود کرے وہ ہو مطیع
ورنہ گمراہوں کی سنتا ہوں شب و دن قہقہا

بعد ازیں ہے التجاء درگاہِ امامِ وقت میں
کیجیئے مقبول عاجز کو بزمرہ خاکپاء

گرچہ عاجز ہے ملبس لاکھہا عیبوں سے بھی
پر توقع ہے نظر شفقت سے ہوگا باصفا

جس طرح دھوبی لگا صابن کرے پوشاک صاف
اِسطرح رحمت کے صابن سے عطا ہو مدّعا

آپ کی جانب سے شفقت کی ہوئی تسکین اب
خواب میں دوبارہ حضرت نے جو بخشا خود لقا

پر ہؤا حیران اور مغموم ہوں اِس بات سے
کیوں نہ صورت پاک کا نقشہ رہا دل میں ٹکا

بعد سوچ اور جستجو کے یہ مجھے معلوم ہؤا۔
بعد بیعت کے ہی ہوتا ہے تصوّر خود پکا

اسلئے ہوں ملتجی حضرتؑ جی ہو عاصی پہ لطف
تاکہ ہر ساعت گھڑی کرتا رہوں یاں پر لقا

ہو یہی حالت مری گویا کہ حضرت پاس ہیں
جب اٹھوں دیکھوں جدھر پاؤں تصوّر آپکا

بھی چلوں جب تب بھی پاؤں آپکو سایہ کی طرح
نیز جب بیٹھوں تو پاؤں آپ کو بھی برملا

ہے یہ سہ بارہ عرض درگاہ امامِ وقت میں
ہو مری منظور بیعت ساتھ شفقت اور عطا

بھی اجازت ورد کی پوری طرح مذکور ہو
وقت بھی اور عدد بھی ہو سب مفصل مدعا

ہو توجہ خاص پہلے ورد کی جو لطف ہو
بھی لکھیں اپنے ہی پاک ہاتھوں سے جو ہو بقا

لاکھہا ہیں شکر رب العالمین کے ہر گھڑی
جس نے عاصی کو جھکایا ہے طرف راہ ہُدیٰ

میں بھی ہوں مشکور بھائی بابو روشن دین کا
جنکی صحبت سے مجھے حاصل ہؤا یہ مدعا

چونکہ وہ ڈھنڈوت اسٹیشن پہ جبتک تھے مقیم
اُن کی جانب اشتہار اور کتب آتے تھے سدا

اُن کی موجودی میں احقر خاصکر جاتا وہاں
اور کرتا تھا مطالعہ اشتہار اور کتب کا

آجکل وہ اٹک اسٹیشن پہ ہیں انچارج کلی
رہیں سلامت باامانت ہے یہ احقر کی دعا

بعد ازیں ہے التجاء سب سلسلہ حضرت کے ہیں
صالح صاحب کریں میرے بھی حق میں یہ دعا

ہو عطا محمد پہ باران کرم از لایزال!
جسطرح کرتا چلا آتا ہے نیکوں پر عطا۔

گرچہ یہ صالح نہیں پر آگرا صالح کے در
اسلئے امید رکھتا ہے بڑی یہ بر ملا!
ختم کر یاں پر عطا محمد یہ اپنی التجا
نقطہ رہ اب منتظر حکم اور اجازت ورد کا

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب مقدمہ پر جہلم تشریف لائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت پر یہ شعر سنائے۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ مجھے خاص جوش بھی تھا۔ بہت اونچی آواز سے پڑھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے پیار سے مجھے بٹھا لیا۔ اور پھر درود وغیرہ کے متعلق نماز کی ہی تلقین فرمائی۔

(۲)

بابو شاہ عالم صاحب نے بیان کیا۔ کہ ۱۸۹۸ء میں میں پنڈ دادنخاں ملازم تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اشتہار طاعون کے متعلق دیکھا جس میں آپ نے لکھا ہے۔ کہ میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ ملائکہ طاعون کے پودے شہروں میں لگا رہے ہیں۔ اس اشتہار کو میں نے معمولی خیال کر کے تمسخرانہ طور پر ٹال دیا۔ یہ اشتہار شیخ حیات محمد مہاجر قادیان بھی اس وقت پنڈ دادنخاں پولیس میں ملازم تھا۔ اس نے مجھے اشتہار دیا تھا۔ یا اس کے پاس اشتہار تھا۔ جسے میں نے دیکھ کر پڑھا۔ اور معمولی خیال کیا۔ پھر اس کے بعد غالباً ۱۸۹۹ء میں بخشی پریم سنگھ نائب تحصیلدار پنڈ دادنخاں کو تار آیا کہ کمشنر جالندھر ڈویژن کے پاس حاضری کی رپورٹ کرو۔ کیونکہ اس کی ڈیوٹی پلیگ ڈیوٹی پر لگائی گئی تھی۔ تو پھر مجھے اشتہار کا خیال آیا۔ کہ انہوں نے جو کہا تھا۔ کہ طاعون پڑیگی۔ اب تو طاعون پڑ گئی۔ اس کے بعد میں جہلم چلا آیا۔ پھر میرے دل میں تحقیق کا خیال پیدا ہوا۔ مولوی برہان الدین صاحب سے بھی تعلقات تھے۔ ان کے پاس بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تذکرہ ہوتا رہا۔ چنانچہ باقی شکوک بھی رفع ہو گئے۔ اور شروع ۱۹۰۲ء میں میں نے بیعت کر لی۔

(۳)

حافظ غلام قادر نابینا ساکن جادہ نے موضع رام پورہ احمد یاں میں بتاریخ 3 2/5 جبکہ میں وہاں ایک تقریر کرنے کیلئے گیا تھا۔ تقریر شروع کرنے سے پہلے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ میں پیٹ کی درد سے بیمار ہو گیا۔ بہت علاج کئے گئے۔ مگر درد میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ بلکہ درد بڑھتا ہی گیا۔ اور اس قدر اضطراب اور بے چینی تھی۔ کہ چارپائی پر میں کبھی گھٹنوں کی ٹیک لگا کر منہ کے بل بیٹھتا تھا۔ کبھی چت لیٹتا تھا۔ یہاں تک کہ درد سے سخت تنگ آگیا۔ اس وقت میں نے کہا۔ کہ اے میرے پروردگار اگر مرزا صاحب برکت والے ہیں۔ اور اے پروردگار تیرے بزرگ ہیں۔ اور تیرے بھیجے ہوئے امام ہیں۔ تو ان کی برکت سے مجھے شفا بخش۔ تو اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی اور اسی وقت شفا ہو گئی۔

(۴)

ایک دفعہ چھو کر گاؤں کو اونٹ پر سوار ہو کر جا رہا تھا۔ یکایک اونٹ سے گر گیا۔ ایک عورت مجھے وہاں سے اٹھا کر لے گئی۔ میرے پاؤں کا جوڑ اوپر سے اتر گیا یعنی ٹوٹ گیا تھا۔ چار روز وہاں ٹھہرا۔ صرف چارپائی پر لیٹا رہا۔ بستر پر سے اٹھ کیا بلکہ ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ سخت تکلیف رہی آخر چوتھے روز پھر میں نے وہی الفاظ کہے۔ جو پہلی دفعہ کہے تھے۔ تو میرے پاؤں کا ایک کڑاکا یعنی آواز نکلی۔ اس کے بعد میں اپنے پہلو پلٹ سکتا تھا۔ اور جو زیادہ تکلیف تھی وہ جاتی رہی۔ اور کچھ آرام آگیا۔ اور پاؤں جو کہ سیدھا نہیں ہو سکتا تھا سیدھا ہو گیا۔ اور تکلیف جاتی رہی۔

(۵)

عبدالرحمٰن ساکن کریم پور کوٹھہ متصل راہوں جو حافظ صاحب مذکور کے بھانجے ہیں۔ انہوں نے اسی وقت مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حافظ صاحب کو جادہ کے غیر احمدی گجروں نے بہکایا اور دھمکایا۔ تو انہوں نے ہم سے کہا۔ کہ تم چونکہ احمدی ہو۔ اس لئے میں تم سے نہیں ملونگا۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بیزاری ظاہر کی۔ چنانچہ اس کے بعد چند ہی دن گذرے تھے۔ کہ ان کا لڑکا فوت ہو گیا۔ اور پھر تھوڑی ہی مدت کے بعد ہماری والدہ جو حافظ صاحب مذکور کی بہن تھی فوت ہو گئی۔ اس واقعہ کے متعلق آپ حافظ صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔ حافظ صاحب کو میں نے یہ واقعہ سنا کر پوچھا۔ کہ آیا یہ واقعہ صحیح ہے۔ تو حافظ صاحب نے تصدیق کی۔

2/5 ا تاریخ کو جادہ میں غیر احمدیوں سے مباحثہ ہوا۔ جسمیں احمدیہ جماعت کی طرف سے خاکسار اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین داماد مولوی محمد حسین بٹالوی تھا۔ اور یہ مباحثہ اسوجہ سے قرار پایا تھا۔ کہ وہاں دو آدمی احمدی تھے۔ اور نئے تھے۔ غیر احمدی انہیں احمدیت سے توبہ کرنے کیلئے مجبور کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ بہتر ہے۔ کہ تم جلسہ کرو۔ ہم بھی اپنے علماء منگوائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مباحثہ ہوا۔ اور دو اور شخص بھی سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ 3 2/5 تاریخ کو جو میں رامپور تقریر کے لئے گیا۔ تو حافظ نے مذکورہ بالا واقعات سنائے۔ اور اس کے بعد بیعت کا خط بھی لکھوایا۔ یہ نو بجے کا وقت تھا۔ اور رات کو ان ہزیمت خوردہ مولویوں نے اس حافظ کو اپنے ساتھ ملا کر جلسہ کر کے احمدیت سے توبہ کا اعلان کرایا۔ مگر ایک شیعہ نے جو اس کی بیعت کے خط لکھوانے کے وقت حاضر تھا۔ ان کے جلسہ میں کہا۔ اندھا جھوٹ بولتا ہے۔ اسی نے خط لکھوایا ہے۔ مسائل کے متعلق تو اس کی کوئی ہرگز گفتگو ہی نہیں ہوئی۔ دوسرے دن رات کے وقت میں نے وہاں تقریر کی اور وقالت طائفة من اهل الکتاب اٰمنوا بالذی انزل علی الذین اٰمنوا وجه النهار واکفروا آخره لعلهم یرجعون کی تفسیر کی اور بتایا۔ کہ دیکھو، کیا اب بھی کوئی ان علماء کے یہود ہونے میں شک باقی رہ گیا اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نابینا حافظ انہیں کا سکھایا ہوا تھا۔ اور وجہ النہار ۹ بجے کے قریب کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں۔ اور آخرہ رات کے وقت جا کر انکار کر دیا۔ رہا جماعت میں داخلہ، تو وہ خط ہی ہم نے ارسال نہیں کیا اور جماعت میں تو تب داخل ہو سکتا تھا۔ کہ بیعت کی منظوری بھی آجاتی۔

(۶)

آج بتاریخ 3 2/5 شیخ نظام الدین صاحب احمدی سکنہ جہلم نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جھوٹ بولنا لعنتی کا کام ہے۔ کہ

۱۸۸۸ء و ۱۸۸۹ء کا واقعہ ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ دریائے جہلم سے پار ایک ماتم خوانی ہو گئی ہے۔ میں اور مولوی برہان الدین صاحب اور دس اور آدمی ہماری برادری کے ماتم پرسی کے لئے گئے ہیں چنانچہ جب ماتم پرسی کر کے ۴ بجے شام کے قریب واپس آرہے ہیں۔ تو راستہ میں جاتے ہوئے ایک اکیلا مکان دیکھا تھا۔ واپسی پر وہ ایک شہر بنا ہوا دکھائی دیا۔ وہاں کے ایک رہنے والے سے دریافت کیا۔ کہ صبح تو ایک مکان تھا۔ مگر اب شہر ہو گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا کہ اس میں کوئی تعجب نہیں۔ یہ شہر تو دنیا میں مشہور ہو جائیگا۔ میں نے کہا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے جواب دیا۔ کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر آئے ہیں۔ میں نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا سکھ چین پور۔ میں نے کہا۔ کہ سکھ چین پور تو دریا کے پار ہے۔ اس کا نام بھی سکھ چین پور رکھ لیا ہے۔ میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا۔ کہ رسول پاک کو دیکھنے تو لوگ بڑی بڑی دور سے جاتے ہیں۔ ہم تو گھر میں آئے ہوئے ہیں۔ چلو ملتے چلیں۔ اور اسی شخص سے جو ملا تھا۔ رسول اللہ صلعم کا مکان بھی دریافت کیا۔ اس نے کہا جانب دکھن ہے۔ پھر ہم رسول اللہ صلعم کے مکان پر گئے۔ دریافت کیا کہ کیا اندر حضرت صاحب ہیں۔ جواب ملا کہ نہیں۔ پھر دریافت کیا۔ کہ کیا مسجد میں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ مسجد میں بھی نہیں۔ تب حیران ہو کر ایک میدان میں کھڑے ہو گئے۔ کہ یہاں آئے بھی اور زیارت بھی نہ ہوئی۔ وہاں کھڑے رہے۔ چنانچہ گیارہ بجے کے قریب گندم کے کھیت میں سے حضور مشرق کی طرف سے آرہے ہیں۔ حضورؑ کا سبز لباس تھا۔ خوبصورت سی سوٹی تھی۔ سب سے پہلے پہچان کر میں نے مصافحہ کیا۔ بعد میں دوسروں نے۔ پھر ہمیں اپنے مکان میں لے گئے۔ جو گول بنگلہ کی طرح تھا۔ آپ اندر گئے اور کھانا تیار کرنے کے لئے کہہ آئے۔ پھر ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ پھر دوبارہ اندر گئے۔ اور ہمارے لئے سیویاں لائے اور اپنے ہاتھ سے گھی اور شکر ڈالا۔ ہم کھا ہی رہے تھے۔ کہ آنکھ کھل گئی۔

اس خواب کو دو یا تین ہی سال گذرے تھے۔ خواب کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کوئی ذکر نہ سنا تھا۔

مگر دو یا تین سال بعد کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چرچہ ہوا۔ اور ہم مخالف ہوگئے۔ فیض احمد ویکسینیٹر کے پیچھے ہم نماز پڑھا کرتے تھے۔ چونکہ وہ احمدی تھے۔ اسلئے بعد میں چھوڑ دی۔ ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ ہم اُن کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ انہوں نے کہا۔ لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق لوگوں کو بہت خوابیں آئیں گی۔ مجھے بھی اپنی خواب یاد آگئی۔ چنانچہ میں نے اپنی خواب حضرت مسیح موعود کو لکھ کر بھیجی۔ جواب میں آپ نے لکھا۔ کہ خواب مبارک ہے۔ پھر اُس کے کچھ عرصہ بعد ایک دن جمعہ کی نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ شیخ اللہ دتا نے مولوی بُرہان الدین صاحب سے پوچھا۔ کہ آپ کا خیال حضرت مرزا صاحب کے متعلق کیا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں نے پہلے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار اور دین کی سر توڑ مدد کرنے والے، مخالفوں سے مباحثہ کرنے والے اور قرآن مجید و احادیث پیش کرتے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں۔ کیونکہ اب کوئی اُن کی کتاب میں نے نہیں پڑھی۔ چنانچہ شیخ اللہ دتا صاحب نے کہا۔ کہ آپ خود جائیں۔ اور حالات دریافت کرآئیں۔ مولوی صاحب نے عذر کیا۔ کہ میرے گھر میں کوئی نہیں۔ اور سفر خرچ وغیرہ بھی نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ سفر خرچ وغیرہ میں دونگا۔ تب میں اور شیخ قمر الدین والد شیخ فضل حق احمدی، اور مولوی بُرہان الدین تینوں ملکر قادیان جانے کے لئے تیار ہوئے۔ چنانچہ جب نہر پر پہنچے۔ تو جو مقدمہ خواب میں نے دیکھا تھا بعینہٖ وہی تھا۔ اور عین گیارہ بجے قادیان پہنچے۔ اور بالکل خواب کا نظارہ وہاں پایا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملے۔ اور جس کمرہ میں خواب میں بیٹھے تھے۔ اُسی کمرہ میں آپ کو بیٹھے پایا۔ تب مولوی صاحب نے عذر خواہی کی۔ کہ میں نے کفر کے فتوے پر دستخط کئے ہوئے تھے۔ اور میں نے غلطی سے فتوے پر دستخط کئے ہیں۔ میں معافی مانگتا ہوں۔ حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ ایسا ہوجاتا ہے۔ یہ معمولی بات ہے بیعت کے لئے عرض کی۔ تو فرمایا۔ کہ دو تین دن ٹھہر کر تحقیق کرلو۔ اور پھر بیعت کرنا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ شیطان دشمن ہے۔ شائد کوئی اور شبہ ہمارے دل میں نہ ڈال دے۔ آپ بیعت لے لیں۔ تب دوسرے دن جولائی ۱۸۹۲ء کو آپ نے بیعت لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام کی ایک کاپی مجھے دی۔ اور ایک مولوی صاحب کو۔ قمر الدین نے بھی ایک کاپی طلب کی۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ کیا آپ پڑھے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ پھر آپ کیا کریں گے۔ آپ کو ضرورت نہیں۔ چنانچہ یہ شخص چند دن کے بعد مرتد ہوگیا اور اس کے دونوں لڑکے شیخ فضل حق اور شیخ عبدالواحد دونوں احمدی ہیں۔

(۷)

(۱) قصور۔ آج بتاریخ ۱۳ر فروری ۱۹۲۵ء کو چوہدری نظام الدین صاحب سکنہ جوڑہ تحصیل قصور ضلع لاہور نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ابتداء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب براہین احمدیہ لکھی۔ تو وہابی علماء عبدالجبار اور مولوی محمد حسین اور لکھو کے والوں نے سب نے اس بات پر فخر کیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہم میں بھی ایک ولی پیدا کیا ہے۔ میں بھی وہابی تھا۔ اسلئے مجھے بھی آپ کی باتوں کے سننے کا شوق تھا۔ براہین احمدیہ کو خوب غور سے پڑھا۔ مگر جب آپ نے دعویٰ کیا۔ تو مولوی محمد حسین وغیرہ سب وہابیوں نے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ براہین احمدیہ سے ہی ایسی بو آتی تھی۔ کہ یہ کچھ بنے گا۔ سو بن گیا۔ پہلے تو بہت خوش ہوتے تھے۔ کہ اب ہماری ترقی ہوگی۔ مگر دعویٰ پر انکار کر دیا۔ میں نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب لکھو کے والے کی بیعت کی ہوئی تھی پھر ہمارا علاقہ تمام وہابیوں کا ہے۔ وہ سب پھر گئے۔ مگر میں نہ پھرا۔ میں حسن ظنی کرتا رہا۔ اسی مخالفت میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب مکہ چلے گئے۔ اور وہیں فوت ہوگئے۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہا۔ کہ آیا مرزا صاحب سچے ہیں یا نہیں۔ اگر سچے ہیں تو مجھے بتا دے۔ چنانچہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ایک دن خواب میں نظر آئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ ان کی جا کر بیعت کرو۔ اس خواب کا مسجد میں میں نے عام لوگوں میں ذکر کیا۔ کہ میرا مرشد بیٹھنے نہیں دیتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ بیعت کرو۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں تو اس نے کہا تھا کہ بیعت نہ کرو۔ میں نے کہا۔ کہ اچھا۔ آؤ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ جو ہم میں سے جھوٹا ہے۔ اس کو تباہ کر۔ اس پر وہ کہنے لگے۔ کہ ہم تو ہنستے ہیں۔ ہمیں تو کوئی خواب نہیں آیا۔ پھر میں دعائیں کرتا رہا۔ پھر مولوی عبدالرحمٰن صاحب خواب میں آئے۔ اور کہا۔ کہ فوراً قادیان جاؤ۔ اور حضرت مرزا صاحب کی بیعت کرو۔ پھر میں سوچنے لگا۔ کہ کیا کروں۔ پھر تیسری بار خواب میں نظر آئے۔ کہ تو ایک منٹ نہ ٹھہر اور اسی وقت جا کر اُن کی بیعت کر۔ اور تینوں دفعہ ایک ہی وقت اور ایک ہی مقام پر وہ خواب میں نظر آتے رہے۔ پھر اُسی وقت میں نے بیعت کا خط لکھدیا۔ اور یہ سمت ۱۹۵۲ تھا۔ اس کے تھوڑی مدت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے خواب میں دیکھا۔ اور آپ سے مصافحہ کیا۔ اور سلام علیکم کہا اور بیعت کی۔ اور پھر سنہ ۱۹۵۶ سمت میں قادیان گیا۔ اور جسطرح پر میں نے خواب میں بیعت کرنے کا نظارہ دیکھا۔ بعینہٖ اسی طرح پر ہوا۔ (اور مخالفت کے دوران میں مولوی عبدالرحمٰن کے والد حافظ محمد صاحب سے میں نے پوچھا کہ آپ مرزا صاحب کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا میں تو اُن پر حسن ظنی رکھتا ہوں۔ لوگ بے شک کافر وغیرہ کہیں۔ میں ان پر کفر کا فتویٰ نہیں دیتا۔)

(۸)

(۲) سمت ۱۹۶۴ کے قریب جبکہ پہلی دفعہ طاعون کی بیماری پھیلی قادیان سے حکم آیا۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ وغیرہ نہ پڑھیں۔ تو میں بہت تنگ آیا۔ جنازے اُن کے ساتھ پڑھتا گیا۔ ایک دن بارہ بجے کے قریب میں اپنے کوئیں پر سو گیا۔ اور دو بجے کے قریب اٹھا۔ خواب میں ایک شخص آیا۔ اور اس نے قل یاایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون سورۃ تین دفعہ پڑھائی۔ مجھے اس کا ترجمہ نہیں آتا تھا۔ اور نہ میں سمجھتا تھا۔ میں مولوی عبدالحق اور مولوی جمال دین صاحب سکنہ جوڑہ کے پاس گیا۔ اور جا کر خواب سنایا۔ اور اُن سے ترجمہ پوچھا۔ تو انہوں نے ترجمہ سنایا اور کہا۔ کہ یہ آیت مکہ میں اُتری تھی۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو کہا۔ کہ تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے۔ اب میں وہاں سے اٹھا۔ اور کہا۔ کہ آپ اپنے گھر اور میں اپنے گھر۔ وہ کہنے لگے۔ کہ کیا بات ہے؟ تو میں نے کہا۔ کہ میں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہا تھا۔ یہ آیت مجھے خواب میں بتائی گئی ہے۔ اور ترجمہ تم نے خود ہی کیا ہے۔ اس لئے میرا دین میرے واسطے اور تمہارا دین تمہارے واسطے۔ تب سے میں جنازہ وغیرہ پڑھنے سے علیحدہ ہوگیا۔

(۹)

(۳) سمت ۱۹۵۶ میں جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو اس وقت مجھ پر ایک قتل کا مقدمہ تھا۔ اور سشن کے سپرد ہوگیا تھا۔ میں حضرت خلیفہ اوّل کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس دعا کیلئے گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی پھر تیسرے دن میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے ساتھ اجازت لینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ میں جاتا ہوں حضور میرے لئے دعا فرماویں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جاؤ۔ میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے۔ آپ انشاء اللہ تم ضرور چھوٹ جائیں گے۔ اور فرمایا۔ کہ مقدمہ کی ضرور کوشش کریں۔ میں نے کہا۔ کہ میں کیا کوشش کروں۔ کوشش کیا کر سکتی ہے۔ آپ دعا فرماویں۔ تو آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ کہ آپ دعا کریں۔ کوشش بھی ایک قسم کی دعا ہوتی ہے۔ پھر قادیان سے اپنے گاؤں جوڑہ آیا۔ یہ بات آکر لوگوں کو سنادی۔ پھر ایک دن کا واقعہ ہے۔ کہ چوہدری فتح محمد میری گود میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ مجھے خواب میں ایک نورانی شکل سفید لباس پہنے ہوئے ایک شخص دکھائی دیا۔ اور اس نے آکر مجھے تین دفعہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا سنائی۔ مجھے ترجمہ نہیں آتا تھا۔ تب میں مولوی جمال الدین و مولوی عبدالحق کے پاس گیا۔ اور چوہدری فتح محمد صاحب اسوقت پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اُن کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اور اُن سے اس کا ترجمہ پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یہ آیت اسوقت اُتری جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ یہ آیت اُتری۔ اس سے آپ کو یقین دلایا گیا۔ کہ مت خوف کر میں تمہارا مددگار ہوں۔ میں مدد کرونگا۔ مجھے اطمینان ہوگیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دعا کی ہوئی ہے۔ اس واسطے مجھے اب رہائی ہو جائیگی۔ لیکن ساتھ ہی حالات مقدمہ کو دیکھ کر دل میں بہت سی گھبراہٹ بھی پیدا ہوتی تھی۔ کیونکہ تمام گواہوں نے سچی گواہی دی تھی۔

کہ چوہدری نظام الدین نے ہی قتل کرایا ہے۔ اور یہی لوگوں کو اکساتے ہیں۔ اصل بانی مبانی یہی ہے۔ (حالانکہ یہ بالکل غلط تھا۔ اس وقت میں وہاں موجود ہی نہ تھا۔) یہاں تک کہ بی۔ جی انٹریز بیرسٹر تھا وہ کہتا تھا۔ کہ آپ کسی طرح نہیں بچ سکتے۔ دوسروں میں سے شائد کوئی بچ جائے تو بچ جائے۔ یہ خواب میں نے عام دوستوں کو سنائی۔ تو میرے پھوپھی زاد بھائی چوہدری مصری نے کہا۔ کہ:

سونا روڑیاں تے اور سفنے شیشہ بھلاندے

لگا ہوا سشن میں اور کہتا ہے۔ کہ میں چھوٹ جاؤں گا۔ میں نے کہا کہ مجھے خدا کہہ رہا ہے۔ کہ تو چھوٹ جائے گا۔ اس کی بات غلط نہیں ہوتی۔ اس لئے میں چھوٹ جاؤنگا چنانچہ سشن جج نے مجھے بری کر دیا۔ اور باقی سات شخص جن پر مقدمہ تھا۔ وہ قید ہوگئے۔ اس کے بعد ملزموں نے ہائیکورٹ میں اپیل کی۔ اور بنچ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ کلارک ایک انگریز جج بھی ان میں تھا۔ وہ میرے والد صاحب چوہدری غریب ذیلدار سے واقف تھا۔ اُن کے سامنے وکلاء نے بحث شروع کی۔ اور اس بات پر زور دیا۔ کہ جس بنا پر چوہدری نظام الدین کو چھوڑا گیا ہے۔ وہ یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ صفائی کے گواہ سچے ہیں۔ اور استغاثہ کے گواہ جھوٹے ہیں۔ لہٰذا باقی ملزموں کو بھی چھوڑا جائے۔ جسپر جج نے کہا کہ میں سات سال ضلع لاہور ڈپٹی کمشنر رہا ہوں۔ اور چوہدری غریب ذیلدار کے خاندان کو خوب جانتا ہوں۔ استغاثہ کے گواہ سب سچے ہیں۔ اور صفائی کے گواہ سب جھوٹے ہیں۔ کیونکہ ملزمان کا سارا خاندان قریبًا قید ہوگیا ہے۔ اسلئے بوڑھا رام سشن جج نے محض رحمدلی کرکے چوہدری صاحب کو چھوڑ دیا ہے۔ تاکہ یہ خاندان نابود نہ ہو جائے۔ ورنہ ان کے رہا ہونے کی کوئی وجہ مسل میں موجود نہیں۔ اور میں اب بھی اُن کو گرفتار کرسکتا ہوں۔ لیکن میں بھی اُن پر رحمدلی کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپیل خارج ہوئی۔ اور اُن کی قید بحال رہی۔ اور مجھے خدا تعالےٰ نے رہائی بخشی۔

(۱۰)

(۴) جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرمدین والے مقدمہ میں گورداسپور تھے۔ ہم گورداسپور کو گاڑی میں جارہے تھے۔ مجھے خواب میں نظر آئے۔ میں آپ سے وہاں جاکر ملا ہوں۔ اور آپنے فرمایا۔ کہ میں بری ہوچکا ہوں۔ چنانچہ یہ خواب میں نے مرزا افضل بیگ صاحب سکنہ پٹی کو سنائی۔ اور کوٹھی کا نقشہ بھی بتادیا۔ جہاں پر جاکر ملے تھے۔ چنانچہ دن کے گیارہ یا بارہ بجے۔ ہم گورداسپور اُترے۔ تو جس طرح سے خواب میں نظارہ دیکھا تھا۔ اُسی طرح اس مقام کو پایا۔ اور جس دروازہ سے خواب میں داخل ہوئے تھے۔ اسی سے داخل ہوئے۔ ایک ہاتھ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصافحہ کیا۔ اور بھی بہت سے لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے تو بری کر دیا ہے۔ چنانچہ جب ہم لاہور میں انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر میں اور مرزا افضل بیگ آئے۔ اور انہوں نے یہ بات جاکر کہی۔ تو لوگ ہنسے جب انہوں نے مجھے اور مولوی نبی بخش کو بلاکر لوگوں کے سامنے حلفی بیان لیا۔ کہ آیا تم نے بھی ۳۴ خود حضرت صاحب سے سنا ہے۔ یا نہیں۔ کہ میں مقدمہ میں بری ہوگیا ہوں: تو ہم نے حلف اٹھاکر بیان کیا۔ کہ ہم نے یہ سنا ہے۔ تب انہوں نے لوگوں سے کہا۔ اب بتاؤ۔ چنانچہ لوگ خاموش ہوگئے۔ (باقی دارد)

یادِ رفتگان

خانصاحب فقیر محمد خان صاحب مرحوم و مغفور

(قسط دوم)

(۱)

میرے نوکر کو ایک پونڈ دیدیا

میرے پاس ایک نوکر مالابار کے علاقے کا رہنے والا تھا۔ اس کا نام سین محمد تھا۔ یہ شخص بھی برٹش کونسل کی سفارش لے کر میرے پاس آیا۔ اور میں نے اُسے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ عید رمضان پر خانصاحب نے مجھے کہلا بھیجا۔ کہ تم کھانا نہ پکوانا۔ میں کھانا بھیجوں گا۔ چنانچہ مرغ پلاؤ، مرغ کا گوشت اور زردہ تین الگ الگ دیگچیوں میں پکوا کر مجھے بھیج دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ سین محمد میرے ہاں آکر کھانا کھائے۔ چنانچہ سین محمد وہاں کھانا کھانے گیا تو کھانا کھا کر جب چلنے لگا۔ تو اس کے ہاتھ میں ایک پونڈ کی رقم رکھ دی۔

(۲)

خود میرے ساتھ سلوک

میں اُن ایام میں خود بھی تنگ دست تھا۔ اگرچہ میں نے پوری کوشش کی۔ کہ خانصاحب میری اس تکلیف سے واقف نہ ہوں۔ مگر اُن کو کسی طرح معلوم ہوگیا۔ خانصاحب نے ایک لفافے میں دس پونڈ کا انگریزی نوٹ ایک محبت آمیز چٹھی کے ساتھ رکھ کر بھیجدیا۔ اور اس طرح میری تکلیف دہ گھڑیوں میں راحت کی حالت پیدا کردی۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس کی تربت پر رحمت و بخشش کی بارشیں برسائے۔ اور اپنے مقربین میں جگہ دے۔ آمین

(۳)

ایک غریب کی ندا

ایک شخص جسکا نام مجھے بھول گیا ہے۔ وہ غالبًا ریاست پونچھ کا رہنے والا تھا۔ اور عقیدت کے لحاظ سے اس وقت تک لاہوری جماعت کا آدمی تھا۔ کسی زمانہ میں لنڈن رہ چکا تھا۔ پھر لنڈن جانا چاہتا تھا۔ خانصاحب سے اس نے مدد چاہی۔ خانصاحب نے اُس سے کہا۔ کہ تم لنڈن جاکر کیا کروگے۔ اُس نے کہا۔ روزگار تلاش کرونگا۔ خانصاحب نے کہا۔ وہاں تو ہزارہا بے کار پہلے سے موجود ہیں۔ تو اُس نے کہا۔ کہ پھر ان ہزارہا میں ایک اور کا اضافہ ہو جائیگا۔ اس پر خانصاحب نے ہمدردی سے اُسے نصیحت فرمائی۔ اور ساتھ ہی ایک پونڈ بھی دے دیا۔ اس طرح اُن کی فیاضیوں کو میں دن رات دیکھتا رہا۔

(۴)

ایک پٹھان کی مدد

قاہرہ میں ایک پٹھان ازہر میں طالب علم تھا طبیعت میں، وحشت، خونخواری اور تندی پائی جاتی تھی۔ سلسلہ کا شدید معاند تھا۔ اس کے کان میں بھی خانصاحب کی آمد کی بھنک پڑ گئی۔ وہ بھی ملنے کے لئے آگیا۔ پشتو میں باتیں کرتا رہا۔ اور بالآخر اس نے اپنی تکلیف کا ذکر کیا۔ خانصاحب نے فورًا اپنے دست کرم کو جنبش دی۔ اور رخصت کرنے کے لئے دروازے تک گئے۔ اور وہاں خاموشی سے اس کے ہاتھ میں کچھ رکھ دیا۔

الغرض

میں نے دیکھا۔ کہ اُن کا دستِ کرم بہت دراز تھا۔ اور وہ علی العموم ایسے ڈھنگ میں نیکی کرتے تھے۔ کہ کسی کو کانوں کان بھی خبر نہ ہوتی تھی۔ باوجود سفر میں ہونے کے وہ اسقدر فیاضیاں کرتے تھے۔ کہ حیرانی ہوتی تھی۔ اور اس سے میں اُن کی باقی ماندہ زندگی کا اندازہ لگایا کرتا تھا۔

(۵)

احمدیت کا اثر اور قبولیت

میں نے ایک دن پوچھا۔ کہ خانصاحب آپ کی قبولِ احمدیت کی کیا تاریخ ہے۔ کہنے لگے۔ کہ میں نے ایکدفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری ایام میں قادیان کو دیکھا تھا۔ ہمارا ایک بھائی غلام سرور خان ہے۔ اسے قادیان میں داخل کرنا تھا۔ میرے بھائی محمد اکرام خان اُسے لے کر آئے۔ میں اُن ایام میں گورنمنٹ کالج کا طالب علم تھا۔ اُسے لے کر ہم قادیان میں آگئے۔ اور سکول میں داخل کرا دیا۔ ایک دن قادیان میں ہم رہے۔ اور چند اکابر سلسلہ سے ملاقات بھی کی۔ اور غالبًا یہ بھی ذکر کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا بھی شرف حاصل کیا تھا۔ کہنے لگے۔ کہ یہ تو میری قادیان کی پہلی زیارت ہے۔ اس کے بعد میں کالج میں چلا گیا۔ جوانی کا عالم، کالج کی فضا، مذہب سے کوئی زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ اگرچہ ہمارے گھر میں خان محمد اکرام خان کو خدا تعالےٰ نے السابقون الاوّلون میں سے ہونے کا شرف دیا ہوا تھا۔ مگر میری توجہ بالکل احمدیت کی طرف نہ تھی۔ تاہم بھائی کی نیکی کا اثر میرے دل و دماغ پر پڑا کرتا تھا۔ اس کے سوا ملک الطاف خانصاحب مرحوم و مغفور اور محمد الیاس خانصاحب عرائض نویس مستونگ کا ذکر کرتے کہ وہ میرے بچپن کے دوست تھے۔ الیاس خان صاحب کو تو لوگوں نے اسقدر تنگ کیا۔ کہ وہ اپنا ملک و وطن چھوڑ کر چلے گئے۔ مگر احمدیت کو انہوں نے نہ چھوڑا۔ اس طرح ملک الطاف خانصاحب کو لوگ تنگ کرتے رہتے تھے۔ ان لوگوں کے استقلال اور اُن کی نیکی دیکھ کر طبیعت پر

ایک اثر ہوتا تھا۔ مگر پھر جب دیگر امور میں انہماک ہوتا۔ تو یہ خیال جاتا رہتا۔ تعلیم کے بعد ملازمت میں مشغول ہو گئے اور آہستہ آہستہ وہ سب اثر مدھم ہو گیا۔

نثار احمد مرحوم جوان ایام میں لنڈن میں تھے۔ کہ ان کو لنڈن میں تعلیم کے لئے بھیجا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد خیال ہوا۔ کہ چلو کچھ عرصہ کی رخصت لے کر لنڈن چل کر اُسے مل آئیں۔ جب وہاں جانے کا خیال آیا۔ تو نثار احمد کی والدہ نے کہا کہ مجھے بھی لے چلو۔ چنانچہ پھر گھر میں لڑکی رہ جاتی تھی۔ اُسے بھی ساتھ لیا۔ اور یہ سارا کنبہ ولایت جانے کے لئے روانہ ہونے لگا۔ تو خان محمد اکرم خان نے اُن کے صندوق میں دو کتابیں سلسلہ کی رکھ دیں۔

اس سفر میں راستہ میں خانصاحب دہلی اُترے۔ تاریخی مقامات کی سیر کرتے ہوئے قلعہ میں گئے۔ وہاں حضرت صاحب بھی تاریخی آثار کا ملاحظہ فرما رہے تھے۔ وہاں حضور سے ملاقات ہوئی۔ تو خانصاحب نے عرض کی۔ کہ حضور ہم چار بھائی ہیں جن میں سے دو آپ کی بیعت میں شامل ہیں۔ گویا روپیہ میں سے اٹھنی آپ کو مل گئی ہے۔ آپ باقی کی اٹھنی ہم کو معاف کر دیں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ میں تو ایک پیسہ بھی چھوڑنے کو تیار نہیں۔ آپ اٹھنی کہتے ہیں۔ خانصاحب پر حضور کے اس عزم اور حضورؓ کی روحانی قوت اور جذب کا نہایت گہرا اثر ہوا۔ کچھ دیر وہاں باتیں ہوتی رہیں۔ دراصل وہ باتیں اور جذب و کشش جو بندگانِ خدا میں ہوتی ہے۔ اس نے فقیر محمد خان کو مسحور کر دیا تھا۔

خانصاحب نے بار بار مجھ سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ میں نے

ایسا ذکی۔ ایسا فہیم انسان نہیں دیکھا

تو میں کہتا۔ کہ یہ تو وہ امتیازات ہیں۔ جو حضور خدا تعالےٰ سے لیکر اس دنیا میں آئے۔ وہ کہتے۔ کہ ہمارے گھر کے معاملات کے متعلق آپ نے بعض ایسی باتیں دریافت فرمائیں۔ کہ جن کو سنکر میں حیران رہ گیا۔ کہ ان کو کسقدر شدید واقفیت ہے۔ خانصاحب وہاں سے اس تھوڑی سی ملاقات سے فارغ ہو کر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ مگر دن رات اُن کے قلب میں ایک چیز تحریک کرنے لگی۔ اور اُن کو اپنی طرف بلاتی تھی۔ اور رہ رہ کر حضرت امام کا چہرہ سامنے آتا اور کہتا۔ کہ

میں روپیہ میں سے ایک پیسہ بھی چھوڑنے کو تیار نہیں

ان الفاظ میں غیر معمولی قوت تھی۔ ایک آسمانی قوت تھی۔ جو فقیر محمد خان کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اسی کشش و پیچ میں آپ نے سفر جاری رکھا۔ فرصت کے اوقات نصیب ہوتے بھائی کی رکھی ہوئی کتابیں دیکھ کر پڑھنے کا خیال پیدا ہوا اُن کو پڑھنا شروع کیا۔ تو اُن میں وہ قوت اور نور پایا۔ کہ دم بدم قلب ظلمتوں سے پاک ہونا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس آسمانی نور نے تمام گرد و غبار کو دھو دیا۔ اور لنڈن پہنچتے ہی فقیر محمد خان نے اس انسان کی قوت قدسی کا مظاہرہ کر لیا۔ جس نے کہا تھا۔ کہ

میں تو ایک پیسہ بھی نہیں چھوڑونگا

فقیر محمد خان بالکل ایک نیا انسان بن گیا۔ اور احمدیت کی قبولیت کا خط لنڈن سے لکھ دیا۔

آپ بہت ہنسا کرتے تھے۔ کہ عمر کا بڑا حصہ ہندوستان بلکہ پنجاب میں گذرا۔ لیکن احمدیت کی قبولیت کی توفیق نہ ملی اور اگر توفیق ملی۔ تو لنڈن میں جا کر ملی۔

احمدیت کے بعد خانصاحب محمد الیاس خاں پر جو مظالم ہوئے۔ یا ملک الطاف خان پر جو سختیاں ہوئیں اُن کے دبے ہوئے اثرات پھر اُبھرنے لگے۔ اور خانصاحب کو اُن دوستوں کی تلاش پھر شروع ہوئی۔ چنانچہ لنڈن سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطوط میں محمد الیاس خان کے نام خط لکھدیا۔ جو حضور کے دفتر نے انکو پہنچا دیا جبکہ جواب محمد الیاس خان نے انکو غالباً لنڈن میں دیدیا۔ یہ وہ داستان تھی جو خان صاحب نے اپنے قبول احمدیت کی مجھے سنائی۔

اس واقعہ کا ذکر حضرت امیر المومنین کے الفاظ میں

خانصاحب فقیر محمد خاں صاحب وہی ہیں۔ جنہوں نے آج سے چند سال پہلے دہلی میں کہا تھا۔ کہ ہماری دو والدہ تھیں اور ہر ایک سے دو دو بیٹے ہیں۔ ہم نے انصاف سے کام لیا ہے۔ اور ہر ایک والدہ کا ایک ایک بیٹا احمدیوں کو دیدیا ہے۔ اور ایک ایک بیٹا سُنیوں کو۔ گویا روپیہ میں سے آٹھ آٹھ آنے ہم نے دونوں دونوں میں تقسیم کر دیئے ہیں۔ اور میں نے انہیں جواب دیا۔ خدائی سلسلہ اس تقسیم پر خوش نہیں ہوتے بلکہ وہ تو سارا ہی لیا کرتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنے اہل و عیال سمیت ولایت جا رہے تھے۔ اُن کو خدا نے انگلستان میں ہی ہدایت دیدی۔ اور وہیں سے بیعت کا خط لکھدیا اور لکھا کہ آپ کی بات کسقدر جلد پوری ہوئی۔ میں تیسری چونی بھی بیعت کے لئے آپ کے پاس آتا ہوں۔ دعا کریں چوتھی چونی یعنی بقیتہ بھائی بھی احمدی ہو جائے۔ انہوں نے پہلا چندہ اُسی دن بھجوایا۔ اور پھر نہایت استقلال سے دینی خدمات میں حصہ لیتے رہے۔ گذشتہ سال ان کے اکلوتے بیٹے کیپٹن نثار احمد کا لڑائی میں گولی لگنے سے انتقال ہو گیا۔ اب ایک سال کے بعد وہ چھت گر جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہمارا لاؤڈ سپیکر عرصہ تک اُن کی رُوح کیلئے ثواب کا ذریعہ بنا رہے گا۔ اور اس کی گونج میں اُن کی آواز ہمیں اُن کی یاد دلاتی رہے گی۔ (الفضل ۲۲ر مئی ۳۸ء)

میں نے چونی والے واقعہ کو جسطرح لکھا ہے۔ اور حضور نے جسطرح تحریر فرمایا ہے۔ اسمیں فرق ہے۔ اگرچہ مفہوم کے لحاظ سے فرق نہیں۔ مگر میں نے اسی طرح لکھا ہے۔ جیسے خانصاحب نے بیان کیا۔ اور خانصاحب نے بھی حضور کے الفاظ کو اپنے الفاظ میں بیان کیا تھا۔

لطیفہ گوئی

خانصاحب ایسے بذلہ سنج واقعہ ہوئے تھے۔ کہ جب کسی مجلس میں بیٹھتے۔ تو اپنی بے تکلفی اور لطیفہ گوئی کی وجہ سے چھا جاتے تھے۔ بات بات میں کوئی لطیفہ، کوئی کہانی سناتے اور جب کوئی قصہ شروع کرتے تو کہتے۔ "اس کا قصہ یوں ہے"۔ ہزار ہا اشعار یاد تھے۔ اور موقعہ محل پر پڑھ دیتے تھے۔ خفیف سی لکنت بھی تھی۔ اور وہ بات کے دوران میں لکنت کو اس طرح چھپا لیتے تھے۔ کہ وہ ایک خوبصورتی بن جاتی تھی۔ ہر وقت خوش و خرم رہتے تھے۔

ذہانت

خانصاحب اسقدر ذہین تھے۔ کہ باوجود عربی نہ جاننے کے چند یوم میں عربی سمجھنے لگ گئے تھے۔ اور بولنے میں دقت ہوتی تھی۔ تو چونکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ اس لئے اکثر اوقات قرآن شریف کی آیات سے کام نکال لیتے تھے۔

شکر گذاری

خانصاحب میں شکر گذاری کا بہت بڑا مادہ تھا۔ اور وہ کبھی کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے سنایا۔ کہ میں لنڈن میں تھا۔ ایک ڈاکٹر سے میں نے اپنی ایک بیماری کے متعلق مشورہ لیا۔ تو اس نے بغیر فیس لینے کے مجھے کہا۔ کہ آپ کے دانت خراب ہیں۔ آپ کسی ڈینٹل سرجن کے پاس جائیں۔ میں نے کہا۔ کہ تم ہی کسی کا نام بتاؤ۔ اس نے ایک ڈینٹل سرجن کا نام بتایا۔ اُس نے میرے دانت دیکھ کر سب نکال دیئے۔ اور نئے لگا دیئے۔ اس عمل سے میری وہ بیماری جاتی رہی۔ تب میں نے دل میں کہا۔ کہ اگر وہ مجھے یہ مشورہ نہ دیتا۔ تو میں کسقدر تکلیف اٹھاتا۔ اس لئے اس کی مہربانی کا کوئی معاوضہ دینا چاہیئے۔ چنانچہ میں اس کے پاس گیا۔ اور بڑے اصرار سے اُسے بارہ پونڈ کی رقم دی۔ یہ بات اس شکر گذاری کی روح کو ظاہر کرتی ہے۔ جو آپ میں تھی۔

مشرقی اور مغربی تمدنوں کا مجموعہ

خانصاحب جب انگریزی لباس پہنتے تھے۔ تو ایک اعلیٰ درجہ کے مغربی مہذب انسان معلوم ہوتے تھے۔ اور جب مشرقی لباس پہنتے۔ تو ایک شہزادہ معلوم ہوتے تھے۔ لنڈن سے جب آئے تو انگریزی لباس میں ملبوس تھے۔ مگر دوسرے دن ہی ہم کو ساتھ لیکر گئے۔ اور مصری ٹوپی خریدی اور اسکو پہن کر بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے انگریزی ٹوپی تو اس کے مقابل میں کچھ چیز نہیں۔ اسی طرح چند دن کے بعد کہنے لگے۔ کہ مجھے شیروانی بنوا دو۔ جو میں نے ماسٹر محمد رمضان صاحب ٹیلر ماسٹر سے بنوا دی اسے پہن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ پھر عام طور پر زمانہ قیام مصر میں مصری ٹوپی اور شیروانی پہنا کرتے تھے۔ اور گھر میں سلوار استعمال کیا کرتے تھے۔

حج بیت اللہ

حج کے ایام میں حج کا ارادہ کیا۔ مگر ہم لوگوں کی محبت کی وجہ سے آخری جہاز میں روانہ ہوئے۔ حج جاتے ہوئے مجھ سے تفسیر سورہ بقر مرتبہ والد صاحب لے گئے۔ اور مکہ معظمہ میں اسے پڑھا۔ حج کے بعد بہت ہی تعریف کا خط لکھا۔ افسوس وہ خط اسوقت میرے پاس نہیں ورنہ یہاں درج کرتا۔ [*]

---

[*] حج بیت اللہ میں آپ اور آپ کی بیگم صاحبہ اور صاحبزادی صاحبہ ساتھ تھیں۔ (باقی)

خدا تعالےٰ نے کلام سے قبل ہی ہمیں نصرت رعب عطا کر دی۔

اس کے بعد ہم نے لاہور کا رُخ کیا۔ راستے میں کوئی قابل ذکر بات نہ ہوئی۔

لاہور

لاہور پہنچکر ہم نے کچھ آرام کیا۔ اور آرام کے بعد میں نے اخویم ملک عبدالعزیز صاحب سے کہا۔ کہ چلو مسجد احمدیہ میں چلیں۔ چنانچہ ہم وہاں چلے گئے۔ مسجد میں کچھ احباب مل گئے۔ انہوں نے میری بڑی عزت و تکریم کی، نماز مغرب کا وقت نزدیک ہی تھا۔ چنانچہ ہم نے جماعت سے نماز مغرب ادا کی۔ نماز کے بعد مکرمی غلام محمد صاحب اختر مل گئے۔ انہوں نے میری عزت افزائی میں کمال دکھایا۔ اور مجھے کہا کہ تم مولوی محمد علی صاحب سے بھی ضرور ملو۔ اور دوستوں نے بھی تائید کی۔ اگرچہ میرا منشا تو کوئی نہ تھا۔ مگر احباب کے کہنے کو میں نے منظور کر لیا۔ چنانچہ احمدیہ بلڈنگ کی مسجد احمدیہ میں ہم گئے۔ میرے ساتھ ملک عبدالعزیز صاحب اور چند احمدی نوجوان تھے، جنکے ناموں سے مجھے کوئی واقفیت نہیں۔ اُن کی مسجد میں مولوی یار محمد قرآن مجید کا درس دے رہے تھے۔ اور سات آدمی درس سُن رہے تھے۔ ہم بھی بیٹھ گئے۔ جبکہ درس ختم ہو گیا۔ تو ملک عبدالعزیز صاحب نے دریافت کیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب موجود ہیں۔ ہم کو کہا گیا۔ کہ ہاں مکان کے اندر موجود ہیں۔ مگر اُس وقت کوئی اُن سے مل نہیں سکتا تب میں نے کہا۔ کہ میں چند منٹ کے لئے ملنا چاہتا ہوں۔ تب چند نوجوان اٹھ کر گئے۔ اور مولوی صاحب سے پوچھ کر آئے۔ اور کہا۔ کہ کل چار بجے بعد دوپہر آیئے۔ میں نے کہا بہت اچھا کل ہی آجائیں گے۔

پھر میں نے مولوی محمد یار صاحب سے پوچھا۔ کہ پیر شمس الدین صاحب کہاں ہیں۔ وہ میرے دوست ہیں۔ اور مجھے مصر میں ملے تھے۔ میرے مکان پر بھی گئے تھے۔ میں اُن کی اس ملاقات کے بدلے میں یہاں اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔

مولوی صاحب سنکر فرمانے لگے۔ مجھے علم نہیں کہ وہ مصر میں ہیں یا افریقہ میں ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ وہ مصر میں تو نہیں ہے۔ اور کتب فروشی میں بڑا محنتی ہے۔ اور وہ صرف ایک امر کی تبلیغ بڑی محنت سے کرتا ہے۔ کہ پردہ نہیں چاہیئے۔ اور ہر ملنے والے شخص کو کہتا ہے۔

نوجاب۔ نوجاب

اس کے سوا اُسے کچھ معلوم نہیں۔ ایک دفعہ میں نے اُسے کہا تھا۔ کہ مصر کی تو اکثر عورتیں بے پردہ ہیں، تم اس کا کیا پروپیگنڈا کرتے ہو۔ یہ تبلیغ تو تم کو ہندوستان میں کرنی چاہیئے۔ جہاں کی عورتیں پردہ نشین ہیں۔ ہم تو یہاں پردہ چاہتے ہیں۔ اور خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ کہ وہ یہاں پردہ کرنے کی توفیق دے۔ اور تم چاہتے ہو کہ

حالت بد سے بدتر ہو جائے۔

یہ کہکر ہم چلنے لگے۔ تو استاذ یار محمد نے کہا۔ کہ میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا بڑی خوشی سے۔

سوال:۔ جماعت احمدیہ قادیانیہ کہتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی تھے۔ اور ایسا کہنے سے شقاق اور تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر تم لوگ اس پر اصرار کیوں کرتے ہو؟

میرا جواب:۔ میں نے کہا۔ کہ نبوت اور استمرار یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو قرآن کریم سے من کل الوضوح ثابت ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

یا بنی آدم امّا یاتینّکم رسلٌ منکم الخ

مضارع کا صیغہ استمرار کو ظاہر کرتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہم اپنے پاس سے نبی نہیں کہنے لگ گئے، بلکہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا جو بھی حکم ہو۔ ہم اُسے بڑے سرور، اطمینان سے قبول کر لیتے ہیں۔ کیا آپ کا منشا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرے۔ تو ہم کہیں کہ ایسا کیوں کرتے ہو۔ پس کوئی ایسا کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

اب رہا شقاق و تفرقہ کا سوال۔ آپ بتلائیں۔ کہ کب اور کس وقت ساری دنیا میں وفاق ہوا ہے۔ بلکہ قرآن مجید تو بتلاتا ہے۔ کہ قیامت تک شقاق رہے گا۔ فرمایا واغرینا بینهم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ

دوسرا سوال:۔ جبکہ قرآن مجید ہمارے پاس ہے تو پھر نبی کی کیا ضرورت ہے؟

میرا جواب:۔ میں جانتا ہوں کہ قرآن مجید ہمارے پاس ہے۔ بیشک وہ ہمارا ذخیرہ اور ہماری محبت ہے اور بے شک قرآن کریم ہی غیر تشریعی انبیاء کی آمد کی تصریح کرتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ قرآن کریم کے بعد آنے والے انبیاء کا کیا فائدہ ہے؟ تو اُن کا ایک فائدہ تو یہی ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کے مفسر ہونگے۔ اللہ تعالےٰ کا کلام ایسا سہل نہیں۔ کہ وہ دقائق عرفان سے خالی ہو۔ وہ ایک بحر متواج ہے۔ جو قیمتی موتیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس کے دقائق کو وہی جان سکتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ سے علم پاتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

یوم یاتی تاویلهٗ الخ

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک دلی تفسیر وہ ہوتی ہے۔ جو انبیاء کو دی جاتی ہے۔ پھر فرمایا۔

یقصّون علیکم اٰیاتی الخ

پس وہ زمان و مکان کے مناسب حال قرآن کریم کے معانی کرکے اس کی حقانیت کو پیش کرتے ہیں۔ انبیاء کا وجود تو ایک بڑی نعمت ہے۔ اور میں تو ایسا نہیں۔ کہ میں خدا کو کہوں۔ کہ ہم کو تیری نعمت کی کوئی ضرورت نہیں کیا آپ نے قرآن کریم میں انعمت علیهم نہیں پڑھا؟ اور آپ کو معلوم نہیں کہ وہ انعام کیا ہے۔ حالانکہ آپ لوگوں کو تفسیر کرکے سنا رہے تھے۔ اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کو نہیں جانتے۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس قوم کی مانند ہیں۔ جنہوں نے ان کی وفات کے بعد کہا تھا۔

لن یبعث اللّٰہ من بعدہٖ رسولًا

مولوی صاحب نے یہ سنکر کہا۔ کہ یہ کلمہ تو یوسف علیہ السلام کی قوم نے بطور استہزاء کہا تھا۔

میں نے کہا۔ کہ پھر آپ بھی بہ سبیل استہزاء مجھ سے کہ رہے ہیں۔ جیسے ان لوگوں نے کہا تھا۔

مولوی یار محمد:۔ بہاء اللہ بھی تو مدعیٔ نبوت ہے۔ کیا تم اس کو مان لوگے؟

عبدالحمید آفندی:۔ نبی کے لئے کچھ دلائل اور علامات ہوا کرتی ہیں۔ وہ دلائل اور علامات بہاء اللہ پر ہرگز چسپاں نہیں ہوتے۔ اور پھر بہائی تو اُسے نبی نہیں مانتے۔ بلکہ وہ اُس کی الوہیت کے قائل ہیں۔ جیسے وہ خود کہتا ہے۔

اسمع یا محمود ندائی من مقامی المحمود
انی انا ربک الفرید المسجون

لیکن وہ یہ عقیدہ چھپائے رکھتے ہیں۔ اور کسی سے بیان نہیں کرتے۔ جبکہ وہ کامل یقین نہ کر لیں۔ کہ سننے والا اُن کا ہم مذہب ہو چکا ہے۔ اور جھوٹ بولنا اُن کے مذہب میں بالکل حلال ہے۔ جیسے کہ کہا۔

علیک ان تخفی ذھابک و ذھبک و مذھبک الخ

میرا اتنا کہنا تھا۔ کہ مولوی صاحب جامہ شرافت سے باہر ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔

قادیانی بھی ایسے ہی جھوٹے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

عبدالحمید آفندی:۔ ایک غیر معقول بے دلیل بات ہمکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور ایسی باتیں سب انبیاء کو قبل ازیں کہی جا چکی ہیں۔ پس کوئی ہرج نہیں اگر تم سے ایسی بات سننی پڑے۔ تم نے جو ہماری توہین کی ہے۔ میں تم کو معاف کرتا ہوں۔ کیونکہ درگذر اور عفو بھی ہماری ہی شان ہے۔ اور مولانا امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ہم کو اس امر کی تعلیم دی ہے۔ نیز یہ خدا کا شکر ہے۔ کہ ہماری جماعت میں کسی قسم کا جھوٹ نہیں پایا جاتا۔ اور نہ ہی نفاق پایا جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم فرمایا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ پس ہم کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں۔ میں تم کو بڑی تحدی کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ تم ایک ہی جھوٹ پیش کرو۔

مولوی محمد یار۔ تم لوگوں نے کتاب اقدس کو شائع کیا۔ اور پھر اس کو چھپا لیا۔

عبدالحمید آفندی۔ اس کا نام جھوٹ تو نہیں۔

کتاب الاقدس ہمارے استاذ مولانا ابوالعطاء جالندھری نے فلسطین میں شائع کی تھی۔ مگر وہ مکمل نہیں ہوئی۔ اور وہ کسی احمدی کے پاس بھی نہیں۔ اور جب تک وہ مکمل نہ ہو۔ ہم اُسے تقسیم بھی نہیں کر سکتے۔ جب وہ مکمل ہو جائیگی۔ تو ایک چھوڑ دس نسخے تم کو مفت بھیج دونگا۔

مولوی محمد یار: میں نے جماعت احمدیہ قادیان سے اس تفسیر کا ایک نسخہ طلب کیا تھا۔ جو اُن کے رئیس نے تالیف کیا ہے۔ وہ انہوں نے مجھے نہ بھیجا۔ گویا۔ کہ تم لوگوں نے اُسے بھی چھپا رکھا ہے۔

عبدالحمید آفندی: یہ بھی وہی پہلا ہی سوال ہے اور یہ بھی جھوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کتاب کی طباعت ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ اور جب وہ چھپ جائیگی۔ تو انشاء اللہ سب کو بھیجدی جائیگی۔ کیونکہ ہمارا مقصد تو نشر و اشاعت ہی ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے لکھا ہے۔ کہ

تمہارے لئے صرف قرآن کریم میں ہی زندگی ہے

ہم تو اپنی کتابیں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ یا نہایت ہی قلیل قیمت پر، تاکہ تبلیغ قرآن اور نشر اسلام ہو سکے۔

مولوی محمد یار: میرا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ ہر ایک نبی نئی شرع لے کر آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کونسی شریعت لے کر آئے۔

عبدالحمید آفندی: ہر ایک نبی نئی شریعت نہیں لاتا بلکہ بعض اوقات بہت سے نبی ایک ہی شریعت کے متبع ہوتے رہے ہیں۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدیً ونور یحکم بھا النبیون۔ الخ

توراۃ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اُتری تھی۔ ہارون کی کتاب کا نام آپ بتلائیں کیا تھا۔ اسی طرح یعقوب و یوسف ایک ہی زمانہ میں دونوں نبی ہوئے ہیں۔ ان دونوں کی کتابوں کا کیا نام تھا؟

مولوی محمد یار: تم لوگ جہاد کو حرام قرار دیتے ہو۔ اور فلسطین اور مصر کی حالت تمہیں معلوم ہے۔ اور وہاں کیوں جہاد نہیں کرتے۔

عبدالحمید آفندی: میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم اپنے سوالوں میں خلط بہت کرتے ہو۔ اور میری طبیعت اس کے خلاف ہے۔ میں ایک موضوع کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف منتقل نہیں ہؤا کرتا۔ جب تک کہ ہم کسی نتیجہ پر نہ پہنچ جائیں۔ اور صواب اور خطا کو معلوم نہ کریں۔ باوجود اس امر کے میں تمہارے اس سوال کا جواب بھی دیتا ہوں۔ اگرچہ وہ ہماری بحث سے خارج ہے۔ ہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے سب سے بڑے مجاہدین میں سے ہیں۔ اور ہم نے جہاد کو کبھی حرام نہیں کیا۔ اور ہمارا مقصد وحید وہی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے۔

وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم

اور پھر فرمایا۔

ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین اموالھم وانفسھم

پس ہم اس کے مصداق کام کر رہے ہیں۔ جو حکومتیں ہمیں اسلام کی اشاعت سے نہیں روکتیں۔ اور شعائر اسلامی کو ہم پر ممنوع قرار نہیں دیتیں۔ ایسی حکومتوں کے ساتھ ہمارا لڑنا حرام ہے۔ باقی رہا فلسطین اور مصر کا مسئلہ۔ تو تمہیں چاہیئے۔ کہ رسالہ "البشریٰ" جو فلسطین سے نکلتا ہے تم اُسے پڑھو تاکہ تمہیں معلوم ہو۔ کہ کس طرح سے جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں۔

مصر میں مَیں خود ان لوگوں میں سے ہوں۔ جو حکومت کی گولیوں کا نشکار ہوئے۔ چنانچہ خود مجھے بھی گولی لگی ہوئی ہے۔ میں یہ جانتا ہوں۔ کہ اسلام اور مسلمان اس زمانہ میں بڑے کمزور ہیں۔ نہ ان میں کوئی قوت ہے۔ نہ اُن کے پاس کوئی مال ہے۔ مغرب کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی حکومت بھی اگر ان سے لڑے تو یہ اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں لڑائی کا ایک نیا ڈھنگ سکھایا ہے۔ اور وہ دعا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔ کہ

یہ زمانہ دعا کا زمانہ ہے نہ کہ ہتھیار کے اٹھانیکا۔

پس اس لئے ہم مادی ہتھیاروں سے لڑائی نہیں کرتے اور اسی طرح ہم دلائل کی جنگ کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے قلوب کو فتح کرتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

وحربی بالدلائل لا بالسھام الخ

ہمارا خدا تعالیٰ پر ایمان ہے۔ کہ وہ ہماری مدد کرے گا۔ اور ہمیں نصرت دیگا۔ اور اس پر ہم ہر گھڑی توکل کئے بیٹھے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

ان تنصروا اللہ ینصرکم

اور یہ جنگیں جو تم دیکھ رہے ہو۔ ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے، اور یہ جنگیں ہماری جماعت کی ترقی کا باعث ہوں گی۔ اور ہم کو کمال کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دیں گی۔

مولوی محمد یار: انشاء اللہ تم کو یہ اسفل السافلین میں پہنچائیں گی۔

عبدالحمید آفندی: یہ دوسری توہین ہے۔ جو تم نے کی ہے۔ مگر میں تم کو یہ بھی معاف کرتا ہوں۔ لیکن تمہیں یہ چاہیئے۔ کہ کم از کم تم مناظرے کے آداب سیکھو۔

محمد یار: جو مسیح موعود علیہ السلام کو نبی نہیں مانتا۔ کیا وہ کافر ہے؟

عبدالحمید آفندی: اس سوال کا جواب دینے سے پیشتر میں تم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ اگر تمہیں یہ ثابت ہو جائے۔ کہ انبیاء میں سے کوئی نبی دنیا میں آیا ہے۔ تو جو شخص اس پر ایمان نہیں لائیگا۔ تم اُسے کیا کہو گے۔ پس جو تمہارا جواب ہوگا۔ وہی میرا جواب ہے۔

مولوی محمد یار: مسیح موعودؑ نے کہا ہے۔ کہ جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر نہیں۔ (اس فقرہ پر اس نے نہ کوئی دلیل بیان کی اور نہ حضرت مسیح موعودؑ کا اصل فقرہ پڑھا)

عبدالحمید آفندی: تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام دوسری مرتبہ اچھی طرح پڑھو۔ کیونکہ تمہیں اصل عبارت اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ جو تم نے کہا ہے۔ یہ تو عام کلمہ ہے۔ اگر اسے صحیح تسلیم کیا جائے۔ تو پھر کسی مذہب کے ماننے والا بھی کافر نہ ہوگا۔ یہیں تک گفتگو ہونے پائی تھی کہ مولوی محمد علی صاحب آگئے۔ میں نے انہیں سلام کہا۔ مولوی صاحب نے مجھ سے پوچھا۔ کہ آپ ہندوستان میں کیوں آئے ہیں؟ میں نے کہا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ اور اہل قادیان کی زیارت کے لئے۔ پھر مولوی محمد علی صاحب نے کہا۔ کہ کتنی مدت قادیان میں ٹھہرے ہو۔ تو میں نے کہا۔ اربعین لیلہ اس پر مولوی صاحب نے کہا۔ کہ بہت اچھا میں تم سے ...... مل کر بہت خوش ہوا۔ اور ملاقات ختم کردی۔

عزیز عبدالخالق قادیانی

نے

جو بحیثیت ایک سپورٹسمین اخبارات میں خالق مہتہ یا اے۔ کے مہتہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ سیدنا امیر المومنین حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد و منشا کی تعمیل میں سائیکل سواری کی مشق ۱۹۳۶ء سے شروع کی جبکہ وہ علیگڑھ یونیورسٹی میں ایف۔ ایس۔ سی۔ کے طالب علم تھے۔ جہاں سالانہ ورزشی مقابلہ میں کئی انعامات اور کپ وغیرہ اُن کو ملے۔

۱۹۳۷ء میں وہ علیگڑھ یونیورسٹی میں سے ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کرنے کے بعد لاہور ایف سی کالج کی تھرڈ ایر کلاس میں داخل ہوئے اور مختلف کھیلوں میں حصہ لینے اور نام پیدا کرنیکی وجہ سے ایک ہی سال میں اُن کو کالج کلر اور پنجاب کلر مل گئے اور یونیورسٹی کلر کے مل جانے کی بھی توقع ہے۔ کیونکہ افسران متعلقہ کی طرف سے پرزور سفارش جا چکی ہے۔

عزیز نے سائیکل سواری کی طرف خاص نیت کے ماتحت خاص توجہ دی۔ اور۔ کالج ریس۔ یونیورسٹی ریس اور پنجاب ریس میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے علاوہ عزیز نے ایسا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ کہ جس کو ہندوستان میں اوّل رہنے والے بھی توڑنے تو درکنار پہنچنے تک سے عاجز رہے۔ عزیز خود کلکتہ کی ریس میں صوبہ کی طرف سے شامل تھے مگر دوڑ کے عین وسط میں چین اُتر جانے کا حادثہ پیش آنے کے باعث کوئی پوزیشن تو حاصل نہ کر سکے مگر ہندوستان بھر میں اوّل رہنے والا جس نے اس ریس کو ۵ منٹ ۸۰۴۸ سیکنڈ میں ختم کیا تھا عزیز کے پنجاب کے ریکارڈ کو چھو بھی نہ سکا۔ جو صرف پانچ منٹ ۱/۳ ۳۴ سیکنڈ تھا۔ اور اس طرح حقیقتاً ہندوستان بھر میں عزیز ہی کا ریکارڈ قائم ہے۔

عزیز ۱۷ر جولائی کو بہ نیت ایک تبلیغی ٹور ؎

؎۔ عراق و ایران کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں سے اگر اللہ تعالےٰ نے سامان میسّر فرما دئے۔ تو شام، فلسطین اور مصر تک جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ عزیز کی صحت عافیت اور کامیاب و بخیریت واپسی کے لئے دعاؤں سے امداد فرماتے رہیں۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

اور سلسلہ کے دشمنوں کو جگ ہنسائی کا موقعہ دیا۔ خدائی سلسلوں سے بے خبر، دین کی قید و بند سے آزاد انسان اگر ایسا کرے، تو کوئی تعجب کا مقام نہیں۔ لیکن ایک احمدی سے ایسی توقع نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد میں اپنے معزز احباب سے التجا کرتا ہوں۔ کہ کیا زندہ قوموں کا یہی شیوہ ہوتا ہے؟ اُن قوموں کا جو دنیا کی رستگاری کے لئے، دنیا کو بحرِ ضلالت سے نکالنے کے لئے، دنیا کو اخلاق فاضلہ سکھانے کیلئے اور انسانی معیار بلند کرنے کیلئے اٹھتی ہیں۔ کہ وہ اپنے دیرینہ خدمت گذاروں کو جب کہ وہ اپنے بہترین اوقات اُن کے لئے صرف کر چکتے ہیں۔ جب کہ اُن کے قویٰ مضمحل، اُن کے ذرائع محدود، اُن کے جسم لاغر ہو چکے ہوں۔ اُن کو کس مپرسی کے گڑھے میں دھکیل دیں۔

افسوس! صد افسوس!! "الحکم" کے فائیل اس اَمر کے گواہ ہیں۔ کہ اس نے سلسلہ کی وہ کچھ خدمت کی ہے۔ کہ اگر آج وہ کچھ بھی شائع نہ کرے۔ تو اس کا صرف نام ہی جاری رہنا قوم کے لئے باعثِ صد فخر ہے۔ پس میں ہر اس دوست سے جو استطاعتِ خریداری رکھتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ کی عظمت کا واسطہ دیکر التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس کا خریدار بنے، اور ہر ممکن ذریعہ سے اس کی اعانت کرے۔ یہ ایک قومی فرض ہی نہیں، بلکہ **ھل جزاء الاحسان الّا الاحسان** اس پر یہ فرض عاید ہوتا ہے۔ کہ وہ سلسلہ کا ایک شکر گذار رکن ہو۔ اور وہ اخبار "الحکم" جس کو حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے کسی حال میں بھی بند نہ ہونے دے۔

مجھے امید ہے۔ کہ میری یہ دردمندانہ پکار خالی نہ جائیگی۔ احباب اس کو دیکھتے ہی عملی قدم اٹھائیں گے۔

تمام احمدی جماعتوں اور احباب سے درخواستِ دُعا

(۱) میرے بھائی عزیز مکرم شیخ محمد ابراہیم علی صاحب عرفانی کی بیٹی ناصرہ صدیقہ نو، دس روز سے ٹائیفائڈ اور سرسام سے شدید تکلیف اٹھا رہی ہے۔ کسی وقت اور کسی گھڑی اُسے آرام میسّر نہیں ہوتا۔ احباب مہربانی فرما کر دردِ دل سے اُس کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے شفاءِ کامل و عاجل عطا فرمائے۔

(۲) خود میری بیماری کے لئے بھی احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالےٰ رحم فرماوے۔

والسلام **"محمود احمد عرفانی"**

منطقہ حارہ کا ایک مسئلہ

(۴)

بہت سے ممالک میں اکثر اوقات ایسی متعدی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو نہ صرف وہاں کے بلکہ باہر کے لوگوں کیلئے بھی ایک مستقل خطرے کا باعث ہوتی ہیں۔ وسائل رسل و رسائل کی ترقی سے اب فاصلہ کالعدم ہو گیا ہے۔ مثلاً اگر چین میں کوئی وبا پھیلے، تو یہ بہت جلد بحیرہ روم اور خلیج میکسیکو کے ارد گرد کے ممالک میں بھی زور پکڑ سکتی ہے۔

پس یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ جب کبھی کسی ملک میں کوئی متعدی بیماری پھیلے تو تمام دنیا اور علی الخصوص انجمن ہائے حفظانِ صحت کو اس کی اطلاع دیدی جائے تاکہ مدافعت کیلئے مناسب سامان کر لیا جائے۔

مشرق بعید میں آبادی گنجان ہے۔ اسلئے وبائیں بھی عام ہیں۔ وہاں دیکھ بھال کیلئے سنگاپور میں ایسٹرن بیورو قائم ہے جو ہر ہفتے مشرق کی رفتارِ صحت کے متعلق رپورٹیں شائع کرتی ہے جنہیں آلہ نشر الصوت یا تلغراف کے ذریعہ تمام دنیا میں پھیلایا جاتا ہے۔ **سب سے بڑی بیماری** جس سے ایسٹرن بیورو کو واسطہ پڑتا ہے۔ **ملیریا** ہے۔ اگرچہ صحیح اعداد و شمار معلوم کرنا آسان نہیں تاہم پروفیسر ریلز ملر کے اندازہ کے مطابق تمام دنیا میں **اسّی کروڑ اموات صرف ملیریا سے ہوتی ہیں۔**

ایسٹرن بیورو ملیریا کمیشن کی طرح لیگ آف نیشنز کا قائم کردہ ہے۔ کمیشن کا کام یہ ہے کہ وہ ملیریا اور کونین کی تقسیم کے متعلق تمام مسائل کی چھان بین کرے۔ حال ہی میں **ملیریا کمیشن آف دی لیگ آف نیشنز** نے ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں اس نے سفارش کی ہے۔ کہ

ملیریا کے علاج کیلئے **پانچ سات دن**

۱۵ سے ۱۸ گرین تک روزانہ کونین استعمال کیجائے

اور جب کبھی دوبارہ حملہ ہو۔ یہ علاج پھر شروع کر دیا جائے۔

حفظانِ صحت کیلئے **ملیریا کے موسم میں ۶ گرین کونین** روزانہ استعمال کرنی چاہیئے۔

یہ پرانا علاج جو ہمیں ہندوستان سے معلوم ہوا ہے۔ اب بھی ملیریا کی لعنت سے بچنے کیلئے سب سے بڑا ہتھیار ہے

وصایا

میں شیخ محمد حسین ولد شیخ عبدالعزیز صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن محلہ دارالسعۃ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 28 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد اس وقت دس روپیہ ہے۔ تازیست میں ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :- شیخ محمد حسین صدیقی

گواہ شد :- حکیم احمد دین - گواہ شد - محمد رمضان

میں محمد ابراہیم ولد اللہ بخش مرحوم قوم سیال پیشہ تجارت عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن محلہ دارالسعۃ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 28 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ۱۵۵ روپے جو میرے لڑکے اللہ دتا کے ذمے بصورت زر رہن مکان مجھے واجب الادا ہیں لیکن میرا گذارہ آمد پر ہے۔ جو سالانہ پچاس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس میں سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد :- محمد ابراہیم

گواہ شد :- مستری اللہ دتا - گواہ شد :- محمد امین

منکہ حکیم احمد دین ولد امام دین قوم کھوکھو پیشہ حجام عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن محلہ دارالسعۃ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 28 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے ۴ کنال ۸ مرلہ اراضی زرعی جسکی موجودہ قیمت اندازاً 300 روپیہ ہے۔ موضع جسو کی ضلع گجرات میں واقع ہے لیکن میرا گذارہ صرف جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت پانچ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوفت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اسقدر روپیہ منہا کر دیا جائیگا۔

العبد :- حکیم احمد دین

گواہ شد :- شیخ محمد حسین - گواہ شد :- محمد رمضان

میں زینب بی بی زوجہ مستری محمد ابراہیم صاحب قوم سیام پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن محلہ دارالسعۃ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 28 5/38 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اسوقت جائیداد حسب ذیل ہے۔ مبلغ ۱۰۰ روپے جو میرے لڑکے اللہ دتا صاحب کے ذمہ منجملہ ۲۰۵ روپے زر رہن مکان مجھے واجب الادا ہیں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

الامۃ :- زینب بی بی زوجہ مستری محمد ابراہیم صاحب

گواہ شد :- اللہ دتا ولد مستری محمد ابراہیم

گواہ شد :- محمد امین

منکہ مستری محمد الدین ولد مستری محمد ابراہیم صاحب قوم سیام پیشہ معماری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن محلہ دارالسعۃ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 30 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک مکان مشتمل برایک کوٹھڑی و باورچی خانہ و صحن رقبہ دس مرلہ واقعہ محلہ دارالسعۃ جس کی قیمت اندازاً چار صدر روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت آٹھ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اسقدر رقم اس کی قیمت سے منہا کر دی جائیگی۔

العبد :- مستری محمد دین

گواہ شد :- شیخ محمد حسین صدیقی

گواہ شد :- مستری محمد ابراہیم صاحب

منکہ غلام فاطمہ زوجہ مستری محمد الدین قوم سیام عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن محلہ دارالسعۃ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 30 5/38 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا اس جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

(۳) اس وقت میری جائیداد جو مہر قابل وصول از خاوندم اور کسی قدر زیور پر مشتمل ہے۔ یکصد روپیہ مالیت کی ہے۔

(۴) آئندہ اگر کوئی مجھے کسی ذریعہ سے آمد ہو۔ تو اس کا بھی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔

الامۃ : غلام فاطمہ

گواہ شد :- مستری محمد دین خاوند موصیہ

گواہ شد :- شیخ محمد حسین صدیقی

منکہ شیخ طالب حسین صدیقی ولد شیخ عبدالعزیز صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج تاریخ 30 5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت جائیداد کوئی نہیں ہے۔ ماہوار آمد دس روپے ہے۔ تازیست میں اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد :- شیخ طالب حسین صدیقی

گواہ شد :- شیخ محمد حسین صدیقی

گواہ شد : مستری محمد دین دارالسعۃ قادیان

منکہ بھاگ بھری زوجہ خوشی محمد صاحب قوم کمہار پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

(۳) اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ زمین سکنی رقبہ دس مرلہ واقعہ محلہ دارالسعۃ قادیان۔ جس کی قیمت خرید 125 روپے ہے۔

الامۃ :- سماۃ بھاگ بھری زوجہ خوشی محمد صاحب

گواہ شد :- شیخ محمد حسین صدیقی۔

گواہ شد :- خوشی محمد

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان
میں
باہتمام شیخ محمود احمد صاحب عرفانی
ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم
ٹرکب منزل قادیان سے شایع ہوا